یوحنا 5 باب– شفا اور مسیح کا خاص بیان

الف۔ یسوع بیت حسدا کے حوض پر ایک شخص کو شفا دیتا ہے۔

1. (1-4 آیات) بیت حسدا کا حوض

اِن باتوں کے بعد یہودیوں کی ایک عید ہوئی اور یسوع یروشلیم کو گیا۔ یروشلیم میں بھیڑ دروازہ کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے اور اُس کے پانچ برآمدے ہیں۔ اِن میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمردہ لوگ [جو پانی کے ہلنے کے منتظر ہو کر] پڑے تھے۔ [کیونکہ وقت پر خُداوند کا فرشتہ حوض پر اُتر کر پانی ہلایا کرتا تھا۔ پانی ہلتے جو کوئی پہلے اُترتا سو شفا پاتا اُس کی جو کچھ بیماری کیوں نہ ہو]۔

اَ۔ یہودیوں کی عید: ہم نہیں جانتے کہ یہ کونسی عید تھی لیکن یہ یقینی طور پر یہودیوں کی تین بڑی عیدوں میں سے ایک تھی جس میں اِس بات کا تقاضا کیا جاتا ہے کہ لوگ یروشلیم میں آکر ہیکل میں حاضر ہوں۔

i. اِس حوالے سے کافی زیادہ بحث کی جاتی ہے کہ آیا یہ عیدِ فسح تھی، پنتکست تھی یا پھر عیدِ پوریم تھی۔ اگر یہ عیدِ فسح تھی تو ہمیں یسوع کی زمینی خدمت میں چوتھی فسح کی عید کی تاریخ کا تعین کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یسوع کی زمینی خدمت صرف ساڑھے تین سال تک رہی ہے۔

ب۔ ایک حوض۔۔۔ جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے: ہیکل کے شمالی حصے کی طرف کھدائی کر کے اِس حوض کو ڈھونڈ نکالا گیا ہے اور جس طرح یہاں پر یوحنا بیان کرتا ہے، اِس حوض کے واقعی ہی پانچ برآمدے تھے۔

i. "یوحنا کی انجیل میں ایسے لکھا ہونا کہ 'وہاں پر ایک حوض' ہے کئی لوگوں کے لئے یہ تاثر بھی رکھتا ہے کہ یوحنا نے اپنی انجیل یروشلیم کی تباہی سے پہلے لکھی تھی، لیکن ہمیں اِس خیال پر قطعی طور پر زور نہیں دینا چاہیے۔ وہ جب یہ انجیل تحریر کر رہا تھا تو اُس نے ہو سکتا ہے زمان و مکان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یونہی زمانہ حال میں یہ بات لکھ دی ہو۔" (ایلفرڈ)

ii. کروسیڈرز کے دور کا ایک چرچ اِس حوض کی باقیات کے پاس موجود ہے۔ "وہ (کروسیڈرز) اِس حوض کو وہی حوض قرار دیتے تھے جس کا ذِکر یہاں پر کیا گیا ہے اور اُس کے ایک حجرے کی دیوار پر ایک فرشتے کی تصویر بھی بنائی گئی تھی جو پانی کو ہلاتا ہوا نظر آرہا ہے۔" (ڈوڈز)

ج۔ کیونکہ وقت پر خُداوند کا فرشتہ حوض پر اُتر کر پانی ہلایا کرتا۔۔۔ شفا پاتا اُس کی جو کچھ بیماری کیوں نہ ہو: بہت سارے بیمار اور زخمی لوگ اِس حوض پر شفا کی اُمید میں آتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ شفا کی یہ اُمید حقیقی ہو اور خُدا اُن کے اِس ایمان کی وجہ سے اُنہیں شفا بخشتا ہو، یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ایک پُر اُمید مگر افسانوی تصور تھا، اِس کے باوجود بہت سارے لوگ اِس بات پر ایمان رکھتے تھے اور وہاں جمع رہتے تھے۔

i. یوحنا کی انجیل کے متن کی بہت ساری قدیم نقول کے اندر یہ الفاظ "کیونکہ وقت پر خُداوند کا فرشتہ حوض پر اُتر کر پانی ہلایا کرتا تھا۔ پانی ہلتے ہی جو کوئی پہلے اُترتا سو شفا پاتا اُس کی جو کچھ بیماری کیوں نہ ہو" موجود نہیں ہیں۔ تاہم پانی میں پہلے اتر کر شفا پانے کی سچائی کے تصور کا اظہار یوحنا 5 باب 7 آیت کے الفاظ میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

ii. متنی ثبوتوں کی روشنی میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ آیت اور آیت 3 کا آخری جزوی جملہ یوحنا نے نہیں لکھا تھا، لیکن یہ ابتدائی دور میں اِس کی وضاحت کے لئے اِس میں شامل کیا گیا۔ (اور یہ تشریحی اضافہ غالباً دوسری صدی میں ٹرٹولیئن کے دور میں کیا گیا تھا۔)

iii. **کیونکہ وقت پر:** کلارک اور کچھ دیگر لوگ یہ مانتے ہیں کہ یہ خاص وقت ہر روز نہیں بلکہ کسی عید کے موقع پر ہوتا تھا، غالباً یہ فسح کی عید کے موقع پر ہوتا تھا۔ پس یہاں پر یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جب لوگ فسح کی عید، یا دیگر عیدیں منانے ہر طرف سے یروشلیم آئے ہوتے تھے تو بیماروں کو اُس حوض کے ارد گرد لایا جاتا تھا تاکہ ایک خاص وقت پر جب پانی ہلایا جائے وہ اُس میں کود کر شفا پا لیں۔ "ٹرٹولیئن نے کہا ہے کہ ایسا سال میں صرف ایک بار ہی ہوتا تھا، دیگر کچھ کہتے ہیں کہ ایسا یہودیوں کی تمام عیدوں کے موقع پر ہوتا تھا جس وقت لوگ اسرائیل کے ہر ایک حصے سے یروشلیم میں آئے ہوتے تھے۔" (ٹراپ)

iv. اگر بیت حسدآ کے حوض سے لوگ واقعی ہی شفا پا رہے تھے تو یہ بھی بائبل میں شفا کے عطا کئے جانے کے بہت سارے عجیب طریقوں میں سے ایک تھا۔

- کئی دفعہ زہریلی دیگ کی لپسی کو آٹے کے استعمال سے پاک کیا گیا اور اُسے کھانے والے بچے رہے۔ (2 سلاطین 4 باب 38-41 آیات)
- نعمان کوڑھی کو یردن کے پانی میں غوطے لگانے سے شفا ملی۔ (2 سلاطین 5 باب 10-14 آیات)
- ایک شخص الیشع کی ہڈیوں سے ٹکرانے کے باعث مرُدوں میں سے جی اُٹھا تھا۔ (2 سلاطین 13 باب 20-21 آیات)
- کچھ لوگوں کو پطرس کے اُن پر سایہ پڑنے کی وجہ سے شفا ملی۔ (اعمال 5 باب 14-16 آیات)
- کچھ لوگوں کو ایسے رومال اور پٹکے سے شفا ملتی تھی جو پولس کے بدن سے چھو کر اُن پر ڈالے جاتے تھے۔ (اعمال 19 باب 11-12 آیات)

v. خُدا ہر ایک دور میں عجیب و غریب اور غیر متوقع کام کرتا رہا ہے اور آج بھی کرتا ہے۔ لیکن ہمیں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کہ اگر کوئی بات عجیب اور غیر متوقع ہو تو ضروری نہیں کہ وہ خُدا ہی کی طرف سے ہے۔

2. (5-6 آیات) یسوع ایک بیمار شخص سے سوال پوچھتا ہے۔

وہاں ایک شخص تھا جو اڑتیس برس سے بیماری میں مبتلا تھا۔ اُس کو یسوع نے پڑا دیکھا اور یہ جان کر کہ وہ بڑی مدت سے اِس حالت میں ہے اُس سے کہا کیا تُو تندرُست ہونا چاہتا ہے؟

أ. وہاں ایک شخص تھا جو اڑ تیس برس سے بیماری میں مبتلا تھا: یہ شخص غالباً فالج زدہ تھا اور اِس کی بیماری بہت پُرانی تھی، اور لگتا ہے کہ وہ بہت دفعہ بیت حسدا کے حوض پر آ چکا تھا تا کہ اگر ممکن ہو تو شفا پائے۔ اُس کی یہ شفا پانے کی اُمید کبھی پوری نہیں ہوئی تھی اور وہ ایک لمبے عرصے (اڑ تیس سالوں سے) مایوسی کا شکار تھا۔

ب. اُس کو یسوع نے پڑا دیکھا: ہم نہیں جانتے کہ کیوں یسوع نے بیماروں کے ایک اتنے بڑے ہجوم میں سے صرف اِسی شخص کو چُنا (یوحنا 5 باب 3 آیت)۔ یسوع یقینی طور پر بیت حسدا پر کوئی شفائیہ کروسیڈ نہیں کرنے والا تھا، اُس نے محض ایک شخص کو چنا اور اور وہ اپنی معجزانہ قدرت سے اُس شخص کی ضرورت کو پورا کرنے جا رہا تھا۔

i. ضرورت مند لوگوں (مریضوں) کا ایک بہت بڑا ہجوم وہاں پر موجود تھا لیکن اُن میں سے کسی نے شفا کے لئے یسوع کی طرف نہیں دیکھا۔ "ایک طرح سے وہ لوگ اندھے پن کا شکار تھے، وہ بھی وہیں پر تھے، یسوع بھی وہیں پر تھا اور وہی واحد ہستی تھا جو اُن کو مکمل شفا دے سکتا تھا لیکن اُن میں سے کسی ایک نے بھی اُس کی طرف دھیان نہ دیا۔ اُن سب کی آنکھیں اُس حوض کے پانی پر لگی ہوئی تھیں کہ کب وہ ہلے اور وہ اُس میں چھلانگ لگائیں۔ وہ اپنے ہی چنے ہوئے راستے پر ایسے گامزن تھے کہ اُنہوں نے حقیقی راہ کو نظر انداز کر دیا تھا۔" (سپرجن)

ii. سپرجن اِس واقعے کو جب دیکھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ لوگوں کا اتنا بڑا ہجوم پانی کے ایک حوض کے گرد بیٹھ کر انتظار کر رہا ہے۔ وہ انتظار کرنے کی بجائے یسوع پر نگاہ نہیں کر رہے۔ پس وہ کہتا ہے کہ بہت سارے لوگوں کا مختلف انداز سے انتظار کرنا کس قدر بیوقوفانہ ہوتا ہے۔

- کچھ لوگ بہتر یا موزوں وقت کا انتظار کرتے ہیں۔
- کچھ لوگ خوابوں اور رویاؤں کا انتظار کرتے ہیں۔
- کچھ لوگ نشانات اور معجزات کا انتظار کرتے ہیں۔
- کچھ لوگ اِس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ کوئی اور اُنہیں مجبور کرے۔
- کچھ لوگ کسی انقلاب کا انتظار کرتے ہیں۔
- کچھ لوگ خاص قسم کے احساسات کا انتظار کرتے ہیں۔
- کچھ لوگ کسی بڑی یا نامور شخصیت کا انتظار کرتے ہیں۔

ج. کیا تُو تندرُست ہونا چاہتا ہے؟ یہ ایک بہت ہی سنجیدہ سوال تھا۔ یسوع یہ جانتا تھا کہ ضروری نہیں تھا کہ ہر ایک بیمار شخص شفا پانا چاہتا ہو، اور کچھ تو اپنی بیماری کی وجہ سے اِس قدر دلبر داشتہ ہو چکے ہوتے ہیں کہ اُنہوں نے تندرستی کی اُمید ہی چھوڑ دی ہوتی ہے۔ یسوع ایک ایسے شخص سے بات کر رہا تھا جس کی شاید ٹانگیں سوکھ چکی تھیں اور غالباً اتنی دیر سے بیمار اور بے اُمید رہنے کی وجہ سے اُس کا دل بھی مُرجھا چکا تھا۔ اِس لئے یسوع اُس شخص میں اُمید اور ایمان کو پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

i. "یہ بات یقینی طور پر ممکن ہے کہ اُس شخص کی اتنی لمبی بیماری کی وجہ سے اُس کے اندر نا اُمیدی اور ظاہری کمزوری آ گئی ہو کہ اُس کی شکل سے سستی اور مایوسی ٹپک رہی ہو جسے دیکھ کر یسوع نے اُس سے یہ سوال پوچھا۔" (ایلفرڈ)

ii. یہ بھی ممکن ہے کہ جس وقت پانی ہلا اور بہت سارے لوگوں نے اُس میں چھلانگ لگا دی، اور وہ اُس میں ڈبکیاں لگا رہے تھے تا کہ اُنہیں اِس بات کا ثبوت مل جائے کہ وہ شفا پانے کے حوالے سے خُدا کے منظورِ نظر ٹھہرے ہیں تو وہ شخص ایک طرف مایوسی سے بیٹھا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ وہ خُدا کا منظورِ نظر نہیں اور اُسے شاید کبھی بھی شفا نہیں مل سکتی، پس یسوع نے اُس کے پاس جا کر یہ سوال پوچھا کہ کیا تم تندرست ہونا چاہتے ہو۔

iii. اِس شخص کے معاملے میں یہ سوال پوچھا جانا کہ کیا وہ تندرست ہونا چاہتا ہے یقینی طور پر بہت مناسب ہے، "مشرقی معاشروں میں اگر کوئی بھکاری اپنی بیماری سے شفا پا کر تندرست ہو جائے تو اُس کی روٹی روزی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔" (بارکلے) اُس کی موجودہ حالت جتنی بھی زیادہ خراب تھی، کم از کم وہ شخص اُس سے اچھی طرح واقف تھا۔

3. (7-9 آیات) وہ آدمی یسوع کو جواب دیتا ہے اور یسوع اُسے شفا دیتا ہے۔

اُس بیمار نے اُسے جواب دیا۔ اَے خُداوند میرے پاس کوئی آدمی نہیں کہ جب پانی ہلایا جائے تو مجھے حوض میں اُتار دے بلکہ میرے پہنچتے پہنچتے دُوسرا مجھ سے پہلے اُتر پڑتا ہے۔ یسوع نے اُس سے کہا اُٹھ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر۔ وہ شخص فوراً تندرست ہو گیا اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چلنے پھرنے لگا۔ وہ دن سبت کا تھا۔

اَ. اَے خُداوند میرے پاس کوئی آدمی نہیں کہ۔۔۔ مجھے حوض میں اُتار دے: وہ مفلوج شخص یہ سمجھ رہا تھا کہ یسوع اِس بات سے بخوبی واقف تھا کہ بیت حسدا کے حوض پر کس طرح سے شفا ملتی ہے۔ لہٰذا اُس نے یسوع کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اُس کا شفا پانا کیوں ناممکن ہو چکا تھا۔ یہ بالکل فطری سی بات ہے کہ وہاں پر بیٹھ کر وہ شخص اپنی بیماری سے کسی اور طریقے سے شفا پانے کا نہیں سوچ سکتا تھا۔

i. اِس شخص کا معاملہ کافی دلچسپ تھا، اُسکی ذات اُمید اور بے اُمیدی کا مرکب بن چکی تھی۔ اُس کے اندر اُمید پائی جاتی تھی ورنہ وہ کبھی بھی بیت حسدا کے حوض پر نہ آتا۔ لیکن وہاں پر آ جانے کے بعد اُس میں نااُمیدی بھی پائی جاتی تھی کیونکہ اُس کا خیال تھا کہ اتنے سارے لوگوں کے ہوتے ہوئے اُس کا پانی کے ہلنے پر حوض میں اُتر کر شفا پانا ناممکن تھا۔

ii. دُوسرا مجھ سے پہلے اُتر پڑتا ہے: "اُس آدمی کا جواب اُس دور کے مقبولِ عام تصور کو بیان کرتا ہے کہ پانی کے ہلتے ہی جو کوئی اُس میں پہلے اُترتا وہ شفا پا جاتا تھا۔" (ایلفرڈ)

iii. "یہ بیمار آدمی بھی وہی کچھ کرتا ہے جو ہم سب کرتے ہیں۔ وہ خُدا کی مدد کو اپنے تصورات کی بدولت محدود کر دیتا ہے، اور وہ جو کچھ اپنے ذہن سے سوچ سکتا ہے اُس سے زیادہ اپنے آپ سے وعدہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔" (کیلون)

ب. اُٹھ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر: یسوع نے اُس آدمی کو وہ کام کرنے کو کہا جو وہ نہیں کر سکتا تھا۔ فالج زدہ ہونے کی وجہ سے اُس کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ اُٹھتا، یا اپنی چارپائی اُٹھا پاتا، یا چلتا پھرتا۔ اِس موقع پر یسوع اصل میں اُس شخص کو چیلنج کر رہا ہے کہ وہ اِس ناممکن کام کے ہونے کے لئے اُس پر اعتقاد رکھے۔

i. اُس کی چارپائی کوئی عام بڑی باقاعدہ چارپائی نہیں تھی بلکہ کوئی چٹائی نما چیز تھی جس پر وہ لیٹا ہوا تھا۔ مورث قدیم یونانی زبان کے اُس لفظ کے بارے میں جس کا ترجمہ چارپائی ہوا ہے بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "یہ لفظ بنیادی طور پر مکدونی یا مکدونیائی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں خیمے میں استعمال ہونے والا بستر یا بچھونا۔"

ii. ہمارے لئے اِس بات کا تصور کرنا بالکل آسان ہے کہ اُس شخص کا پہلا ردِ عمل یہ ہو گا کہ " مَیں یہ نہیں کر سکتا، لہذا مَیں اِس کی کوشش ہی کیوں کروں؟" لیکن اُس کے دل و دماغ میں شاید کوئی ایسی بات آئی ہو جس نے اُسکو تحریک دی کہ اگر یہ شخص ایسا کہہ رہا ہے تو مجھے کوشش کرنی چاہیے۔ یسوع نے ایمان میں ردِ عمل ظاہر کرنے کے لئے اُس شخص کی رہنمائی کی۔

iii. "شاید اُس شخص نے دُکھ اور آرزدگی سے کہا ہو کہ پچھلے اڑتیس سالوں سے تو اِس چارپائی نے مجھے اُٹھایا ہوا ہے، لہذا ایسی مسلسل بیماری کی بدولت اِس چارپائی کو اُٹھانے کے تصور کا کوئی جواز نہیں بنتا۔" (بارکلے)

iv. "اُس کو اپنی چارپائی کو اٹھانے کا کہا گیا تھا، اِس کا مطلب ہے کہ اُس کی شفا حتمی اور مستقل تھی۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُس حوض پر ملنے والی بہت سی شفائیں غیر مستقل اور وقتی ہو نگی۔" (ڈوڈز)

ج. **وہ شخص فوراً تندرست ہو گیا:** جونہی اُس شخص نے ایمان کے ساتھ ویسا کیا جیسا کرنے کا اُسے یسوع نے حکم دیا تھا، اگر چہ چند لمحے پہلے تک یہ سب اُس کے لئے ناممکن تھا۔ اُس کی شفا کی حقیقت کی تصدیق اِس بات سے ہو گئی تھی کہ وہ اپنی چارپائی کو اُٹھا کر چل پھر سکتا تھا۔

i. "کیونکہ یسوع نے اُسے کہا تھا، لہذا اُس نے کوئی سوال نہ پوچھا، اُس نے اپنی چارپائی اُٹھائی (اپنے بچھونے کو تہہ کیا) اور چلنے پھرنے لگا۔ اُس نے وہی کیا جو اُسکو کرنے کا حکم دیا گیا تھا کیونکہ اُس کو اُس حکم دینے والا پر اعتماد تھا۔ اَے گناہگار انسان، کیا تیرا یسوع پر ایسا اعتماد اور یقین ہے؟" (سپرجن)

ii. "یسوع نے اُس آدمی کو اُس حوض کے پاس شفا دی، لیکن اُس آدمی کی شفا میں حوض کا پانی استعمال نہیں کیا گیا، یسوع اُسے دِکھانا چاہتا تھا کہ وہ اُس پانی کے بغیر بھی شفا دینے کی قدرت رکھتا تھا۔" (ٹرنچ)

iii. اِس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نئے عہد نامے میں بہت سارے ایسے طریقے بیان کئے گئے ہیں جن کے وسیلے لوگوں کو شفا دی گئی اور شفا مل سکتی ہے۔

- کلیسیا کے بزرگ کسی بیمار کو تیل کے ساتھ مسح کر کے اُس کے لئے دُعا کر سکتے ہیں اور ایسے بھی کوئی شفا پا سکتا ہے۔ (یعقوب 5 باب 14-16 آیات)
- خُدا کے لوگ ایک دوسرے پر ہاتھ رکھ کر دُعا کر سکتے ہیں اور اِس طرح سے بھی لوگ شفا پاسکتے ہیں۔ (مرقس 16 باب 17-18 آیات)
- خُدا لوگوں کو شفا کی قوت بھی عطا کر سکتا ہے جس کی صورت میں یا تو وہ خود بخود شفا پاسکتے ہیں یا پھر اُن کی دُعا کی بدولت دوسرے لوگوں کو شفا مل سکتی ہے۔ (1 کرنتھیوں 12 باب 9 آیت)
- خُدا کسی شخص کو اُس کے خُدا سے شفا پانے کے ایمان کے جواب میں بھی شفا دے سکتا ہے۔ (متی 9 باب 22 آیت)
- خُدا کسی انسان کو کسی اور شخص کی ایمان سے کی گئی دُعا کی بدولت بھی شفا عطا کر سکتا ہے۔ (مرقس 2 باب 4-5 آیات؛ متی 4 باب 13 آیت)
- خُدا دوائیوں کے استعمال کی بدولت بھی کسی شخص کو شفا بخش سکتا ہے۔ (1 تیمتھیس 5 باب 23 آیت؛ یعقوب 5 باب 14 آیت؛ لوقا 10 باب 34 آیت)

د. وہ دن سبت کا تھا: کیونکہ یہ معجزہ سبت کے دن ہوا تھا اِس کی وجہ سے بہت بڑا تنازع کھڑا ہو گیا تھا جن کا ذکر آئندہ آیات میں ہم پڑھتے ہیں۔

ب۔ سبت کے موضوع پر تنازع

1. (10-13 آیات) یہودی معجزے کو نظر انداز کرتے ہیں، بلکہ اُس کی وجہ سے سخت ناراض ہو جاتے ہیں۔

پس یہودی اُس سے جس نے شفا پائی تھی کہنے لگے کہ آج سبت کا دن ہے۔ تجھے چارپائی اُٹھانا روا نہیں۔ اُس نے اُنہیں جواب دیا جس نے مجھے تندرست کیا اُسی نے مجھے فرمایا کہ اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر۔ اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جس نے تجھ سے کہا چارپائی اُٹھا کر چل پھر؟ لیکن جو شفا پا گیا تھا وہ نہ جانتا تھا کہ کون ہے کیونکہ بھیڑ کے سبب سے یسوع وہاں ٹل گیا تھا۔

اَ. پس یہودی اُس سے۔۔۔ کہنے لگے: یوحنا کی پوری انجیل میں یوحنا یہ اصطلاح 'یہودی' یروشلیم کے تمام یہودیوں کے لئے نہیں بلکہ وہاں کی یہودی مذہبی قیادت کے لیے استعمال کرتا ہے۔

i. "یہاں پر جیسے کہ پوری کی پوری یوحنا کی انجیل میں اِس بات کو اچھی طرح جاننے کی ضرورت ہے یہودی لفظ یا اصطلاح سیاق و سباق کی روشنی میں یروشلیم کی یہودی مذہبی قیادت کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔" (بروس)

ب. آج سبت کا دن ہے۔ تجھے چارپائی اُٹھانا روا نہیں: سبت کے حوالے سے جو حکم دیا گیا ہے اُس کی جو تشریح ربی کرتے تھے اُس کے مطابق اُس دن چارپائی حتیٰ کہ بچھونے یا چٹائی کو اُٹھانا یا اُٹھا کر کہیں جانا حکم عدولی تصور کیا جاتا تھا۔ حقیقت میں تو یہ خُدا کے حکم کی نافرمانی نہیں تھی بلکہ یہودیوں کی طرف سے خُدا کے حکم کی تشریح کی نافرمانی تھی۔

i. "یسوع کے دور کے ربی سبت کے حوالے سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بہت زیادہ بحث کرتے تھے، اُن کے مطابق اگر کسی شخص کے کُرتے میں سوئی لگی ہوئی ہو اور وہ سبت پر اُس کو لئے پھرے تو یہ بھی گناہ تھا۔ بعد کے ادوار میں تو سبت کے روز مصنوعی دانت یا مصنوعی ٹانگ لگانے پر بھی بحث کی جاتی تھی۔" (بارکلے)

ii. "یسوع نے مسلسل اِس بات کا پیغام دینے کی کوشش کو جاری رکھا کہ سبت کے دن اچھا کام کرنا گناہ نہیں ہے۔ اِس حوالے سے اُس نے یہودی کاتبوں کی طرف سے لکھے ہوئے اصولوں کے انباروں کو ہمیشہ ہی نظر انداز کیا تھا، جس کی وجہ سے بہت جلد یہودی مذہبی قیادت اور اُس کے درمیان واضح تصادم کی فضا قائم ہو گئی تھی۔" (مورث)

iii. اِس حکم کے بارے میں ربیوں نے جو تفسیر یا تشریح کی تھی اُس کے ساتھ یہودی لوگوں کی عقیدت ہمارے موجودہ دور تک قائم رہی ہے۔ اِس کی ایک مثال اپریل 1992 میں سامنے آنے والی ایک خبر ہے۔ ایک شخص جو کہ کرائے کے مکان میں رہ رہا تھا اُسکے گھر میں آگ لگ گئی۔ وہ آگ بجھانے والے محکمے کو ٹیلی فون کرنے کی بجائے ایک ربی کی طرف گیا تاکہ اُس سے پوچھ سکے کہ کیا سبت کے دن ٹیلی فون کرنا روا ہے یا نہیں۔ جو یہودی اپنی شریعت پر کٹر طریقے سے پابند ہیں وہ سبت کے دن ٹیلی فون کے استعمال کو بھی روا نہیں سمجھتے۔ پس جب وہ شخص اُس ربی کے پاس گیا، تو ربی کو حساب کتاب لگانے میں قریباً آدھا گھنٹہ لگ گیا، اُتنی دیر میں آگ اتنی پھیل گئی کہ اُس کے ہمسائے کے دو اپارٹمنٹ بھی جل کر خاک ہو گئے۔ آدھے گھنٹے کے حساب کتاب کے بعد ربی نے اُسے بتایا کہ ہاں وہ آگ بجھانے والے محکمے کو فون کر سکتا ہے۔

ج. وہ کون شخص ہے جس نے تجھ سے کہا چارپائی اُٹھا کر چل پھر؟ یہودی قیادت شاید یہ قطعی طور پر نہیں جاننا چاہتی تھی کہ اُس اپاہج شخص کو کس نے شفا دی تھی، وہ بس یہ جاننا چاہتے تھے کہ اُسے کس شخص نے یہ کہا تھا کہ وہ اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر سکتا ہے۔

i. شفا پانے والے اُس آدمی کے لئے یہ سب کچھ غالباً عجیب اور حیران کن تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سوچ رہا ہو "آج ہی کچھ لوگ مجھ کو اُٹھا کر بیت حسدا کے حوض پر لے گئے تھے، اگر مَیں وہاں پر شفا نہ پاتا تو یقینی طور پر کچھ لوگ مجھے وہاں سے اُٹھا کر واپس لاتے۔ مجھے شفا دینے اور مجھے خود اپنے پیروں پر اپنے گھر جانے کا حکم دے کر مجھے شفا دینے والے نے تو سبت کے دن جسمانی کام کو بڑھایا نہیں بلکہ کم کیا ہے۔"

ii. یہودی مذہبی قیادت کے نزدیک یسوع وہ شخص تھا جس نے سبت کے قانون کو توڑا تھا۔ اُس آدمی کے نزدیک یسوع وہ شخص تھا جس نے اُسے تندرست کیا تھا۔

د. بھیڑ کے سبب سے یسوع وہاں ٹل گیا تھا: اُس شخص کی شفا کی وجہ سے جو افراتفری وہاں پر پھیل گئی تھی یسوع اُس کا حصہ نہیں بننا چاہتا تھا۔ اور چونکہ وہ وہاں پر اور لوگوں کو شفا نہیں دینا چاہتا تھا اِس لئے اُس نے یہ بہتر جانا کہ وہ وہاں سے چلا جائے۔

i. "یسوع نے اُس بیمار شخص کو شفا دی اور پھر وہاں سے چلا گیا کیونکہ وہ نہ تو اُس شخص کی اور نہ ہی وہاں موجود بیمار لوگوں کے ہجوم کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانا چاہتا تھا۔" (ایلفرڈ)

2. (14-15 آیات) یسوع شفا پانے والے شخص کو مزید خطرناک صورتحال کے حوالے سے خبردار کرتا ہے۔

اِن باتوں کے بعد وہ یسوع کو ہیکل میں ملا۔ اُس نے اُس سے کہا دیکھ تُو تندرست ہو گیا ہے۔ پھر گناہ نہ کرنا۔ اَیسا نہ ہو کہ تجھ پر اِس سے بھی زیادہ آفت آئے۔ اُس آدمی نے جا کر یہودیوں کو خبر دی کہ جس نے مجھے تندرست کیا وہ یسوع ہے۔

اَ. اِن باتوں کے بعد وہ یسوع کو ہیکل میں ملا: یہاں پر اِس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ شخص یسوع کو خصوصی طور پر ہیکل میں ملنے کے لئے گیا یا وہ یسوع کو ہیکل میں ڈھونڈ کر ملا۔ بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ یسوع اُسے ہیکل میں پا کر اُسے ملا کیونکہ یسوع کو نہ صرف اُس کی جسمانی تندرستی بلکہ اُس کی رُوحانی تندرستی کی بھی فکر تھی۔ (پھر گناہ نہ کرنا۔ اَیسا نہ ہو کہ تجھ پر اِس سے بھی زیادہ آفت آئے۔) اڑتیس سال سے اپاہج ہونے سے بھی زیادہ خطرناک چیز گناہ آلود زندگی گزارنا ہے کیونکہ اُس کے اثرات اور بھی زیادہ خطرناک نکل سکتے ہیں۔

i. دیکھ تُو تندرست ہو گیا ہے: "یسوع کے یہ الفاظ اِس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اُس شخص نے مکمل طور پر شفا پالی تھی۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اگر بیت حسدا کے حوض پر کچھ لوگ شفا پاتے بھی تھے تو اُن کی شفا مستقل یا مکمل نہ ہوتی ہو گی۔" (مورث)

ii. "یسوع کی اُس شخص کو تلقین سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس شخص پر اڑتیس سال کی یہ بیماری اُس کے گناہوں، عیاشی اور رُوحانی گمراہی کی وجہ سے آئی ہو گی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اُس کے جسمانی گناہوں کی سزا اُس کے بدن ہی کو دی گئی تھی جس کی وجہ سے وہ ایسی مصیبت زدہ اور خستہ حال زندگی گزار رہا تھا۔" (میکلیرن)

ب. اُس آدمی نے جا کر یہودیوں کو خبر دی کہ جس نے مجھے تندرست کیا وہ یسوع ہے: اُس شخص کا یہ اقدام ہمیں بتاتا ہے کہ وہ یہودی مذہبی قیادت سے کس قدر خوفزدہ تھا۔

i. "وہ شخص جسے یسوع نے شفادی تھی یہاں پر ایک ناخوشگوار قسم کی مخلوق کے طور پر نظر آتا ہے۔۔۔جونہی اُسے اُس شخص کا پتا چلا جس نے اُسے شفادی تھی اُس نے اُس کی شکر گزاری کی بجائے جا کر اُس کے دشمن مذہبی عناصر کو اُس کے بارے میں خبر دی۔" (موریث)

ii. یہودیوں کی طرف سے بنائے گئے تشریحی اصولوں کے مطابق سبت کو توڑنے کی سزا کافی خطرناک ہو سکتی تھی۔ ڈوڈز اِس حوالے سے لکھتا ہے کہ "سبت کے دن اگر کوئی شخص کسی عوامی مقام پر کوئی چیز اُٹھا کر لاتا ہے یا اُسے اُٹھا کر اپنے گھر لے جاتا ہے، اگر تو اُس سے ایسا اقدام لاشعوری طور پر بے توجہی میں ہو جاتا ہے تو وہ اپنے اُس گناہ کے لئے خاص قربانی گزرانے گا، لیکن اگر وہ ایسا جان بوجھ کر کرتا ہے تو اُس سے سماجی تعلق ختم کر دیا جائے گا اور اُسے سنگسار کیا جائے گا۔"

3. (16-18 آیات) یسوع سبت کے دن کئے گئے معجزے کا دفاع پیش کرتا ہے۔

اِس لئے یہودی یسوع کو ستانے لگے کیونکہ وہ ایسے کام سبت کے دن کرتا تھا لیکن یسوع نے اُن سے کہا کہ میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور مَیں بھی کام کرتا ہوں۔ اِس سبب سے یہودی اور بھی زیادہ اُسے قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ وہ نہ فقط سبت کا حکم توڑتا بلکہ خُدا کو خاص اپنا باپ کہہ کر اپنے آپ کو خُدا کے برابر بناتا تھا۔

اَ. اِس لئے یہودی یسوع کو ستانے لگے۔۔۔اور بھی زیادہ اُسے قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے: بڑے واضح طور پر اُس شخص کا شفا پانا اُن لوگوں کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا جو یسوع کو ستا رہے تھے۔ اُنہیں صرف یہ بات نظر آرہی تھی کہ اُن کے ایک مذہبی اصول کی خلاف ورزی ہوئی تھی، اور اصول بھی ایسا جو کلام میں دیئے گئے حکم سے بھی بہت زیادہ بڑھا دیا گیا تھا۔

i. "یہودیوں کی سوچ کے مطابق یسوع کا یہ اقدام اِس اصول کو خود کسی خفیہ طور پر توڑ لینے سے کہیں زیادہ بڑھ کر تھا کیونکہ ایسے میں وہ دوسرے لوگوں کی بھی حوصلہ افزائی کر رہا تھا کہ وہ اِس اصول کو توڑ سکتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اُنہوں نے یسوع کو ختم کرنے کی پوری تحریک چلائی اور تب تک سکھ کا سانس نہ لیا جب تک اِس بات کے قریباً اٹھارہ ماہ بعد یسوع کو مصلوب نہ کر دیا گیا تھا۔" (بروس)

ii. سبت کے حوالے سے یہودیوں کی عقیدت کے اصولوں کو با آسانی سمجھنا بہت زیادہ مشکل ہے۔ مثال کے طور پر اِستثنا 23 باب 12-14 آیات میں لشکر گاہ کو پاک رکھنے کے حوالے سے اصول بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ اپنی لشکر گاہ سے باہر کوئی ایسی جگہ ٹھہرائیں جہاں پر وہ حاجت روائی کے لئے جایا کریں۔ ابھی قدیم ربی اپنے دور میں لشکر گاہ کی تشریح کرتے ہوئے یروشلیم شہر کو خُداوند کی لشکر گاہ ٹھہراتے تھے۔ اب اگر یروشلیم شہر لشکر گاہ ہے اور اُن کی طرف سے ٹھہرائے ہوئے سبت میں سفر کرنے کے اصولوں کا اطلاق وہاں کے لوگوں پر کیا جائے تو وہ تو ایسی صورت میں حاجت روائی کے لئے باتھ روم جانے سے بھی قاصر ہوتے۔

ب. اُسے قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے: یہودی قیادت کی یسوع کے خلاف نفرت اور اُن کے غصے کی جڑیں رُوحانی نوعیت کی ہیں۔ اگر ہم اِس پہلو کو مدِ نظر نہ رکھیں تو اُنکے غصے اور نفرت کی وضاحت کرنا قدرے مشکل بات ہوگی۔ وہ یسوع کو پسند نہیں کرتے تھے اور ایسا کرنے کی صورت میں وہ خُدا کو بھی جس نے اُسے بھیجا تھا پسند نہیں کرتے تھے۔ (کیونکہ یسوع کہتا تھا کہ خُدا اُس کا باپ ہے۔)

ج. میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور مَیں بھی کام کرتا ہوں: یسوع اُن کے سامنے قطعی طور پر اِس بات کی وضاحت پیش کرنے کی کوشش نہیں کر رہا کہ اُس نے سبت کے دن کوئی کام نہیں کیا تھا۔ اِس کے برعکس اُس نے اُن مذہبی رہنماؤں کے سامنے بڑی بہادری کے ساتھ یہ کہا کہ اُس کا باپ سبت کے دن بھی کام کرتا ہے اِس لئے وہ بھی اپنے باپ کی طرح سبت کے دن کام کرتا ہے۔

i. "خُدا نے کبھی بھی کام کرنا بند نہیں کیا، کیونکہ آگ کا جلنا اور برف کا ٹھنڈا ہونا بھی تو خُدا کا کام ہے۔" (فیلو جس بحوالہ ڈوڈز)

ii. کچھ خاص حوالوں کے لحاظ سے یہ عجیب چیز ہے کہ بائبل کا خُدا کام کرنے والا خُدا ہے۔ "قدیم دُنیا میں کام کرنا کوئی عزت کی بات خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ غلاموں اور کمین اور اجنبیوں کا کام ہوتا نہ کہ آزاد پیدا ہوئے لوگوں کا۔ پس اُس دور میں کام اور عزت و عظمت کا کوئی ساتھ نہیں تھا۔ اور اُن کے ارد گرد بسنے والے بت پرستوں کے نزدیک ایک محنت مشقت کرنے والے خُدا سے بڑھ کر کوئی اور چیز قطعی عجیب نہ ہوتی۔ جس وقت یسوع نے یہ تعلیم دی کہ خُدا محبت کرتا ہے تو اِس بات کو تو انقلابی بیان خیال کیا گیا، لیکن جب وہ کہتا ہے کہ خُدا کام کرتا ہے تو یہ بات اُن کے نزدیک کسی طور پر انقلابی نہیں تھی۔" (موریسن)

iii. "اگرچہ خُدا نے تخلیق کے کام سے آرام کیا تھا لیکن اُس نے اپنی اُس تخلیق کو قائم رکھنا اور اُس کی دیکھ بھال کرنا کبھی بھی نہیں چھوڑا تھا۔ لہٰذا خُدا کی ذات سبتوں کے مطابق عمل نہیں کرتی، کیونکہ ایسا ہو تو نہ تو کوئی چیز اپنا وجود قائم رکھ سکتی ہے اور نہ ہی خُدا کی طرف سے ملنے والی مسلسل توانائی کے بغیر اُس کی الٰہی حکمت اور بھلائی سے تجویز کردہ آخرت کے حوالے سے کوئی جواب دیا جاسکتا ہے۔" (کلارک)

iv. پس یہ بات مسیحیت کے مخالف اُن لاعلم ناقدین کے اعتراض کا اچھا جواب پیش کرتی ہے۔ مَیں نے مسیحیت کی مخالفت میں لکھے گئے ایک کتابچے پر یہ لکھا ہوا دیکھا "ایسے خُدا کو کبھی نہیں مانا جاسکتا جو قادرِ مطلق کا دعویدار تو ہے لیکن پیدائش میں بیان کردہ چھ دِنوں کی تخلیق کے بعد آرام کرنے بیٹھ گیا ہے۔" یہ بات لکھنے والے شخص کے حوالے سے یہ چیز واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے کہ وہ بائبلی تعلیمات سے بے خبر ہے۔ بائبل میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ ہمارے خُدا کو نہ تو نیند کی ضرورت ہے اور نہ ہی آرام کی۔ (121 زبور 3-4 آیات میں مرقوم ہے اسرائیل کا محافظ نہ اونگھے گا نہ سوئے گا۔) خُدا کی طرف سے سبت کے دن آرام کرنے کا تصور خُدا کی کسی ضرورت کے تحت نہیں دیا گیا تھا بلکہ انسان کی ضرورت کے تحت دیا گیا تھا تاکہ وہ تندرست رہتے ہوئے بہتر طور پر اپنے کام کو جاری رکھ سکے۔

v. **میرا باپ۔۔۔ اور مَیں:** "یسوع کی طرف سے پیش کی جانے والی وضاحت یہاں پر واضح طور پر ہمیں دِکھاتی ہے کہ وہ یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ اور باپ ایک ہی ذات ہیں بلکہ وہ یہ بتانا چاہ رہا ہے کہ اُس میں اور باپ میں ایک اتحاد اور ہم آہنگی ہے۔ اور باپ کے ساتھ اُس کا اتحاد (ایک ہونا) اُس کے بیٹا ہونے کی وضاحت کرتا ہے۔" (ٹینی)

د. **بلکہ خُدا کو خاص اپنا باپ کہہ کر اپنے آپ کو خُدا کے برابر بناتا تھا:** یہودی مذہبی قیادت نے یہاں پر اِس حقیقت کو قطعی طور پر نظر انداز نہیں کیا تھا کہ یسوع اپنے آپ کو خُدا کے برابر ٹھہرا رہا تھا۔ وہ اِس بات کو جانتے تھے کہ جس انداز سے یسوع خُدا کو اپنا باپ کہہ رہا تھا وہ اِس بات کا دعویٰ کر رہا تھا کہ وہ باپ کے برابر ہے۔

i. "وہ ایک بہت ہی خاص انداز سے یہ دعویٰ کر رہا تھا کہ خُدا اُس کا باپ تھا۔ وہ اِس بات کا دعویٰ کر رہا تھا کہ اُسکی فطرت بھی باپ جیسی تھی، پس ایسی صورت میں وہ برابری کا دعویدار تھا۔" (مورث)۔ مورث اِس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ یہودیوں کی گفتگو کے اندر لفظ "توڑتا اور کہہ کہ بناتا" زمانہ جاری میں بیان کئے گئے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے مطابق یسوع ہمیشہ ہی اُن کے سبت کے اصول کو توڑتا تھا اور ہمیشہ ہی اپنے آپ کو خُدا کے برابر ٹھہراتا تھا۔

ii. "یسوع جس انداز سے یہ لفظ 'میرا باپ' استعمال کرتا ہے وہ یہودیوں کے نزدیک کفرانہ عمل تھا۔ اور مزید یہ کہ جس انداز سے وہ بات کر رہا تھا تو وہ ایک طرح سے اپنے سبت توڑنے کے جرم میں خُدا کو بھی شریکِ کار بنا رہا تھا۔" (ایلفرڈ)

iii. "اِس بات کا بڑے احتیاط کے ساتھ جائزہ لیا جانا چاہیے کہ یسوع نے اُن کی عقیدت کی دُرستگی سے اِنکار نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ جس انداز سے بات کر رہا تھا وہ اصل میں اُن پر اپنے اختیار کو ظاہر کر رہا تھا۔" (مورگن)

iv. اگسٹن نے بڑی حکمت کے ساتھ اِس حوالے کے بارے میں کہا ہے کہ "دیکھو اُس وقت کے یہودیوں نے اُس بات کو کتنی آسانی کے ساتھ سمجھ لیا جسے ایرئن نہ سمجھ سکا۔" آج کے دور کے یہواہ کے گواہ اُنہی لوگوں کا گروہ ہیں جو ایرئن کے عقیدے پر چلتے ہیں اور یسوع کی الوہیت کا اِنکار کرتے ہیں۔

ج۔ یسوع خدا باپ کے ساتھ اپنے رشتے کی وضاحت کرتا ہے۔

1. (19-20 آیات) بیٹا بھی وہ کام کرتا ہے جو باپ کرتا ہے۔

پس یسوع نے اُن سے کہا مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا سوا اُس کے جو باپ کو کرتے دیکھتا ہے کیونکہ جن کاموں کو وہ کرتا ہے اُنہیں بیٹا بھی اُسی طرح کرتا ہے۔ اِس لئے کہ باپ بیٹے کو عزیز رکھتا ہے اور جتنے کام خود کرتا ہے اُسے دِکھاتا ہے بلکہ اِن سے بھی بڑے کام اُسے دِکھائے گا تاکہ تم تعجب کرو۔

اَ. پس یسوع نے اُن سے کہا: یہودی مذہبی رہنماؤں کے ساتھ اِس طویل گفتگو میں یسوع نے اپنے اور باپ کے باہمی تعلق اور باہمی طور پر کئے جانے والے کام کی نوعیت کی وضاحت کی۔ اِس وجہ سے ہمیں بھی خُدا باپ اور خُدا بیٹے کے درمیان پائے جانے والے منفرد تعلق کے بارے میں بہت زیادہ معلومات فراہم ہوئی ہیں۔

i. لیون مورث نے اِس حوالے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے کہ، "یہاں پر یسوع نے جو زبان استعمال کی ہے وہ مکمل طور پر ربیوں کی زبان ہے۔"

ب. بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا: یسوع نے یہاں پر بتایا کہ وہ بطور خُدا بیٹا اپنے طور پر کچھ بھی نہیں کرتا۔ اُس نے اپنے آپ کو مکمل طور پر خُدا باپ کی مرضی کے تابع کر دِیا ہے۔ اُس کی یہ فرمانبرداری کسی طرح کے دباؤ یا اُس کی ذات کے کمتر ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ مکمل طور پر اُس کے اپنے انتخاب کی وجہ سے تھی۔

i. گزشتہ آیات میں سبت کو توڑنے کے تنازعے پر جو بات چیت ہو رہی تھی اُس کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے اصل میں ایک طرح سے یسوع مذہبی قیادت کو یہ کہہ رہا تھا کہ اُس نے اپنے طور پر شفا پانے والے شخص کو نہیں کہا تھا کہ وہ اپنی چارپائی اُٹھائے اور چلے پھرے، بلکہ اُس نے یہ کام آسمانی باپ کی مرضی کی تابعداری کرتے ہوئے کیا تھا۔

ii. "یہ بات صرف ایسے نہیں ہے کہ وہ باپ کی مرضی کے بغیر کوئی بھی عمل نہیں کرتا، بلکہ اپنے آپ کو خدا باپ کی مرضی کے مکمل طور پر تابع کرنے کے بعد وہ اُس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔" (مورث)

ج. جن کاموں کو وہ کرتا ہے اُنہیں بیٹا بھی اُسی طرح کرتا ہے: یسوع یہاں پر وضاحت کرتا ہے کہ اُس کا کام خُدا باپ کے کام اور اُسکی مرضی کا مکمل عکس ہے۔ یسوع نے ہم پر یہ ظاہر کیا ہے کہ خُدا باپ کا کام اور اُسکی مرضی کیا ہے۔

i. "اِس سارے معاملے میں خُدا غیر متحرک نہیں ہے اور وہ اِس بات پر انحصار نہیں کر رہا کہ یسوع خود ہی یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ وہ کیا چاہتا ہے، بلکہ خُدا باپ اُس پر اپنی پاک مرضی کو ظاہر کرتا ہے۔" (ڈوڈز)

ii. سی۔ ایچ۔ ڈوڈز آیت نمبر 19 اور 20 میں سے ایک تشبیہ کا ادراک پاتے ہوئے کہتا ہے کہ "یسوع یہاں پر اپنے لڑکپن کے تجربے کی اُس مشابہت کو پیش کر رہا ہے جو اُس نے بڑھئی کی دُکان میں کام کرتے ہوئے کیا۔ وہ وقت جب یسوع نے یوسف کی کار آموزی کے دوران وہی کام کیا جو وہ اُسے کرتا ہوا دیکھتا تھا۔"

iii. کچھ لوگ اِس حوالے سے خُدا باپ اور خُدا بیٹے میں بہت بڑا فرق اور ایک چھوٹا فرق بھی دیکھتے ہیں، جیسے کہ خُدا باپ گناہگاروں کی عدالت پر زور دیتا ہے جبکہ خُدا بیٹا گناہگاروں کے ساتھ محبت پر زور دیتا ہے۔ کئی دفعہ وہ اِسی انداز سے سوچتے ہوئے پرانے عہد نامے کے خُدا اور نئے عہد نامے کے خُدا میں فرق پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسی سوچ بالکل غلط ہے، اور ایسی سوچ تب جنم لیتی ہے جب لوگ خُدا باپ کی محبت اور خُدا بیٹے کی راستبازی کو دیکھنے سے انکار کرتے ہیں۔

iv. "وہ استدلالی انداز سے اپنے مجسم ہونے کے بھید کو بھی بیان کر رہا ہے۔ یعنی یہ کہ اگر خُدا بیٹا مجسم ہو کر انسان بنا ہے تو اُس کی ذات کی الوہیت ختم نہیں ہو گئی، اور یہ بھی کہ یسوع مسیح کی ذات اصل میں خُدا بیٹے کی ذات ہے۔" (ٹرینچ)

د. **باپ بیٹے کو عزیز رکھتا ہے:** پاک تثلیث کے پہلے دو اقنوم کے درمیان پایا جانے والا تعلق ایک مالک اور غلام یا ایک آقا اور نوکر کا نہیں بلکہ یہ باپ اور بیٹے کا تعلق ہے جس میں گہری محبت پائی جاتی ہے۔

i. "باپ بیٹے کو عزیز رکھتا ہے (یہ فقرہ مسلسل جاری محبت کی دلالت کرتا ہے، باپ نے بیٹے کو عزیز رکھنا کبھی بھی ختم نہیں کیا تھا)۔" (مورث)

ii. "اِس بات یعنی باپ بیٹے کو عزیز رکھتا ہے کی تصدیق پہلے ہی سے ہو چکی ہے (یوحنا 3 باب 35 آیت)؛ بہر حال یہاں پر یہ بات غیر اہم ہے کہ اِس جگہ محبت کے لئے استعمال ہونے والا لفظ فیلیو phileo ہے جبکہ پہلی جگہ پر استعمال ہونے والا لفظ اگاپے agapao ہے۔" (بروس)

ہ. **بلکہ اِن سے بھی بڑے کام اُسے دِکھائے گا تاکہ تم تعجب کرو:** یسوع نے اُس اپاہج شخص کو شفا دے کر جو کچھ کرنے کو کہا اُسے دیکھ کر یہودی قیادت حیران و پریشان تھی۔ یہاں پر یسوع اُنہیں بتا رہا ہے کہ وہ اِس سے بھی بڑے بڑے کام دیکھیں گے جس کی وجہ سے اُنہیں اور بہت زیادہ تعجب ہو گا۔

2. (21-23 آیات) باپ کے کام، بیٹے کے کام

کیونکہ جس طرح باپ مُردوں کو اُٹھاتا اور زندہ کرتا ہے اُسی طرح بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے زندہ کرتا ہے۔ کیونکہ باپ کسی کی عدالت بھی نہیں کرتا بلکہ اُس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا۔ تاکہ سب لوگ بیٹے کی عزت کریں جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں۔ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا وہ باپ کی جس نے اُسے بھیجا عزت نہیں کرتا۔

اَ. جس طرح باپ مُردوں کو اُٹھاتا اور زندہ کرتا ہے اُسی طرح بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے زندہ کرتا ہے: یسوع یہاں پر مُردوں کو زندہ کرنے جیسے کام کی مثال دیتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ یہ ایک ایسا کام ہے جو باپ اور بیٹا دونوں ہی کرتے ہیں۔ خُدا بیٹے کو بھی قدرت اور اختیار حاصل ہے کہ وہ مُردوں کو اُسی طرح زندگی بخشے جیسے خُدا باپ اُنہیں زندگی بخشتا ہے۔

i. یہاں پر یسوع نے اپنی ذات کے تعلق سے حتمی قدرت کے بارے میں آگاہی دی ہے۔ کسی مُردے کو زندہ کرنے جیسی قدرت سے بڑی کسی قدرت یا اختیار کے بارے میں تصور کرنا محال ہے۔ مذہبی قیادت کے لوگوں کو یسوع کے بیماروں کی شفا دینے کی قدرت سے کوئی لگاؤ نہیں تھا، وہ تو اُسے بس ایک ایسے شخص کے طور پر دیکھ رہے تھے جس نے سبت کے قانون کو توڑا تھا۔ لیکن یہ آیات بیان کرتی ہیں کہ یسوع کی قدرت محض شفا دینے سے بہت زیادہ بڑھ کر ہے۔

ii. اُسی طرح بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے زندہ کرتا ہے: "یہاں پر ہمارا خُداوند اپنی حاکمیتِ اعلیٰ اور اپنی خودمختاری کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنی مرضی سے زندگی بخشتا ہے۔ اُسے کسی کو زندگی دینے یا کوئی معجزہ کرنے کے لئے دُعاؤں میں خُدا باپ کے سامنے گڑگڑانا یا التجا نہیں کرنا پڑتا جیسے بائبل میں ہم دیگر نبیوں کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک معاملے میں اُس کی اپنی مرضی حتمی اور کافی ہے۔" (کلارک)

ب. اُس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا: جب یسوع عدالت کے کام کے حوالے سے بات کر رہا ہے تو وہ اِس کے بارے میں ایسے بات کرتا ہے جیسے خُدا باپ اور خُدا بیٹا کسی کام کو بانٹ کر کرتے ہیں۔ یومِ عدالت کو تمام انسان خُدا بیٹے کے تخت کے سامنے کھڑے ہونگے اور وہ اُن کی عدالت کرے گا۔ حتیٰ کہ اپنی زمینی زندگی کے دوران بھی یسوع انسانوں کے درمیان ایک منصف کی حیثیت رکھتا تھا۔

i. صرف یسوع کی حضوری میں یا موجودگی میں ہونے سے ہی کسی بھی شخص کو اِس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ "مَیں یسوع کی مانند نہیں بلکہ بہت کمتر ہوں۔" یسوع نے اُس امیر آدمی پر نظر کی جو اُسکے پاس آیا تھا اور اُسکی ایک نظر سے ہی اُس شخص کی عدالت ہو گئی۔ یسوع نے پطرس پر نظر کی اور پطرس کی عدالت ہوئی اور وہ سنگین کام کرنے کا مرتکب ٹھہرا۔ اگرچہ یسوع کہ وہ منصفانہ نگاہ غیض وغضب والی نہیں بلکہ محبت بھری تھی۔ لیکن پھر بھی جب اُنہوں نے یسوع کا چہرہ دیکھا اور اُس کی محبت کو محسوس کیا تو اُنہیں اِس بات کے بارے میں علم ہوا کہ وہ اُس کی حضوری کے بھی لائق نہیں ہیں۔

ii. "یسوع جہاں بھی ہوتا وہاں پر عدالت کے عناصر موجود ہوتے۔۔۔ اُسکی پاک حضوری میں لوگوں کو اپنی ذات میں ملامت کا احساس ہوتا۔ لوگ اپنے آپ میں شرمندہ ہوتے اور اکثر اُنہیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ ایسا کیوں محسوس کر رہے ہیں۔ اُس کی زندگی محبت کے عمل کا ایک غیر منقطع اور مسلسل سلسلہ تھا، اِس کے ساتھ ساتھ اُسکی زندگی عدالت کے عمل کا بھی ایک غیر منقطع اور مسلسل سلسلہ تھا۔" (موریسن)

ج. تاکہ سب لوگ بیٹے کی عزت کریں جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں: خُدا باپ نے عدالت کا کام خُدا بیٹے کے سپرد کیا تاکہ لوگ اُسکی اُس طرح عزت کریں جیسی اُنہیں کرنی چاہیے، یعنی لوگوں کو خُدا بیٹے کی بھی ویسی عزت کرنی چاہیے جیسے کہ وہ خُدا باپ کی عزت کرتے ہیں۔ اگر کوئی خُدا بیٹے کی عزت کرنے میں ناکام ہوتا ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ وہ خُدا باپ کی عزت نہیں کر رہا جس نے بیٹے کو اِس دُنیا میں بھیجا ہے۔

i. "یہ الوہیت کا بہت ہی واضح دعویٰ تھا۔ اگر یسوع جو اپنے آپ کو خُدا کا بیٹا کہتا ہے۔ خُدا نہیں تھا تو پھر بیٹے کی بھی باپ کے برابر عزت کرنا ایک بہت ہی بڑی بت پرستی ہوتی۔ لیکن کلام ہمیں بتاتا ہے کہ خُدا باپ چاہتا ہے کہ بیٹے کی بھی ویسے عزت کی جائے جیسے باپ کی۔

ii. "ہر کسی کو اُسے وہی عزت دینے کی ضرورت ہے جو وہ باپ کو دیتا ہے۔ اور جو ایسا نہیں کرتا پھر وہ خُدا باپ کی جیسے بھی عزت کرے یا جس بھی انداز سے اُس کی حضوری میں جانے کی کوشش کرے، وہ اُس کی بالکل کوئی عزت نہیں کرتا کیونکہ اُسے جانا اور اُسکی عزت صرف اور صرف خُدا باپ کے طور پر کی جاسکتی ہے جس نے اِس دُنیا میں اپنے بیٹے کو بھیجا ہے۔" (ایلفرڈ)

iii. جس نے اُسے بھیجا: "کلمے کا مجسم ہو کر اِس جہان میں آنا اُتنا ہی خُدا باپ کا کام ہے جتنا خُدا بیٹے کا۔ خُدا باپ نے خُدا بیٹے کو بھیجا، اور خُدا بیٹا اِس جہان میں آیا۔" (ٹرینچ)

3. (24-27 آیات) خُدا کے بیٹے کے وسیلے موت سے زندگی میں آنا

مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سُنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے کہ مُردے خُدا کے بیٹے کی آواز سُنیں گے اور جو سُنیں گے وہ جئیں گے۔ کیونکہ جس طرح باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے اُسی طرح اُس نے بیٹے کو بھی یہ بخشا کہ اپنے آپ میں زندگی رکھے۔ بلکہ اُسے عدالت کرنے کا بھی اختیار بخشا۔ اِس لئے کہ وہ آدم زاد ہے۔

اَ. جو میرا کلام سُنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے: یسوع نے اُن حیران و پریشان مذہبی رہنماؤں کو بتایا کہ وہ جو اُس کا کلام سُنتے ہیں وہ ہمیشہ کی زندگی پائیں گے۔ اُن کی موجودہ زندگی ہی ابدی زندگی سے جڑ جائے گی اور وہ اِسی زندگی میں اُس کا تجربہ کرنا شروع کر دیں گے۔

i. یوحنا 3 باب 16 آیت بیان کرتی ہے کہ یسوع میں ایمان – یعنی اُس پر اعتقاد رکھنا، اُس پر بھروسہ کرنا، اُس کی طرف رجوع لانا – ابدی زندگی کا راستہ ہے۔ یہاں پر یسوع کہہ رہا ہے کہ اُس کے کلام کو سُننا اور باپ پر (جس نے اُسے بھیجا ہے) ایمان لانا ابدی زندگی کی راہ ہے۔ کیونکہ باپ اور بیٹا باہمی طور پر ایسی ہم آہنگی رکھتے ہیں اِس لئے اِن میں سے جو بھی دوسرے کے حوالے سے جو کچھ کہتا ہے وہ سچ ہے۔ خُدا باپ پر سچا ایمان در اصل خُدا بیٹے پر ایمان رکھنا ہے اور خُدا بیٹے پر سچا ایمان رکھنا خُدا باپ پر ایمان رکھنا ہے۔

ii. اِن الفاظ کے ساتھ یسوع نے اپنے آپ کو دیگر تمام انسانوں سے برتر ظاہر کیا ہے۔ اِس کے بارے میں غور تو کریں "جو میرا کلام سُنتا ہے۔۔۔ ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے۔" یہ الفاظ یا تو کسی حواس باختہ شخص کی پاگل پن میں کہی گئی بات ہو سکتی ہے یا پھر خُدا کے اپنے الفاظ ہو سکتے ہیں۔ اِن دونوں باتوں کے علاوہ کوئی تیسری صورت ممکن نہیں ہے۔

iii. "ہم کہیں پر اِس بات کے بارے میں نہیں پڑھتے کہ ابدی زندگی پانی کی طرح اُوپر سے ٹپکتی ہے یا کسی مخصوص مذہبی رسم کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ میرا کلام سنو اور تمہاری رُوح جیتی رہے گی۔" (سپرجن)

ب. اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے: یہ ابدی زندگی کا ایک اہم اور لازمی پہلو ہے؛ یعنی گناہوں کی بدولت ہونے والی عدالت سے بچ جانا اور موت کی حالت میں سے نکل کر زندگی میں داخل ہونا۔

i. **موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے:** "یعنی اپنا ملک یا اپنی قیام گاہ کو تبدیل کر لیا ہے۔ موت ایک ایسے ملک یا مقام کی طرح ہے جہاں پر ہر ایک ایسی رُوح رہتی ہے جس کا مسیح کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ وہ شخص جو خُدا کو نہیں جانتا وہ ایسی زندگی گزارتا ہے جس کا انجام موت ہے، یا وہ ایک زندہ موت کی حالت میں ہے۔ لیکن وہ جو خُدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے وہ موت کی بادشاہی میں سے نکل کر زندگی کی بادشاہی میں داخل ہو جاتا ہے۔" (کلارک)

ج. **مُردے خُدا کے بیٹے کی آواز سُنیں گے اور جو سُنیں گے وہ جئیں گے:** یسوع نے پہلے ہی اِس بات کی وضاحت کر دی تھی کہ وہ جو جیتے ہیں وہ اُس کا کلام سُن سکتے ہیں وہ اُس کے کلام پر ایمان لا سکتے ہیں اور اِس کے وسیلے ابدی زندگی کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اب وہ یہاں پر مزید بتاتا ہے کہ ایک دن مُردے بھی اُس کی آواز سُنیں گے اور اُٹھ کھڑے ہونگے۔ یہ یسوع کے بہت ہی حیرت انگیز دعوے ہیں جو اُسے عام انسانوں سے بہت زیادہ برتر بناتے ہیں۔

د. **اُس نے بیٹے کو بھی یہ بخشا کہ اپنے آپ میں زندگی رکھے:** یسوع اُن مذہبی رہنماؤں کے سامنے اپنی انفرادیت کو مزید اِس دعوے کے ساتھ ظاہر کرتا ہے کہ اُس میں زندگی ہے جو اُسے خُدا باپ کی طرف سے ملی ہے۔ یسوع کی ذات میں ایسی زندگی پائی جاتی ہے جو کسی اور چیز یا کسی اور فرد پر انحصار نہیں کرتی۔

i. ہم میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو اپنی ذات میں زندگی کا وارث ہو۔ ہمیں زندگی اپنے والدین سے ملتی ہے اور ہمارے ارد گرد کے انتہائی نازک ماحول کی وجہ سے قائم ہے۔ یسوع اِس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اُس میں جو زندگی موجود ہے وہ کسی اور سے حاصل کردہ نہیں ہے، بلکہ وہ خود اُس کا وارث ہے اور وہ غیر تخلیق شدہ زندگی ہے۔ عالمِ الٰہیات اِس کو بیان کرنے کے لئے واجب الوجود کی اصطلاح کا استعمال کرتے ہیں اور صرف خُدا کی ذات واجب الوجود ہے اور ایسی زندگی اُسی کی ذات کا حصہ ہے۔

ii. "یہ درحقیقت مہمل بات لگتی ہے کہ اُسے یہ بخشا گیا کہ وہ اپنے آپ میں زندگی رکھے، اور خُدا باپ کی طرف سے یہ تحفہ کب بخشا یا دیا گیا تھا؟ ابدیت کی گہرائیوں میں اِس کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔" (میکلیرن)

iii. اِس باب میں جب یسوع یہودی مذہبی رہنماؤں کے سامنے اپنی ذات، فطرت اور اپنی الوہیت کو بیان کر رہا ہے تو یہاں پر واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ اِس بات کا دعویدار نہیں کہ اُسکی ذات اور باپ کی ذات ایک ہے، اِس کے برعکس وہ خُدا باپ سے اپنی محبت اور الوہیت میں برابری کا دعویدار ہے۔ یسوع اور خُدا باپ ایک ہی ذات نہیں لیکن پاک تثلیث کے اقنوم کے طور پر یکساں ہیں جیسا کہ یوحنا 1 باب 1 آیت بیان کرتی ہے۔

iv. یہاں پر بیان کئے جانے والے یسوع کے الفاظ مسیح کی الوہیت کے حوالے سے بعد میں پیدا ہونے والے دو نظریات کی تردید کرتے ہیں۔ پہلے نظریے کو کئی دفعہ لوگ جیز زا ونلی کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ عقیدہ خُدا بیٹے اور خُدا باپ کے علیحدہ علیحدہ وجود کے حوالے سے گمراہ کن تعلیمات دیتا ہے (قدیم دور میں یہ سبیلیت کے نام سے جانا جاتا تھا موجودہ دور میں ونِ نس پینٹی کوسٹل گروہوں کے نام سے مشہور ہے۔) دوسرا نظریہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ یسوع خُدا نہیں، یعنی اُس کی الوہیت کا منکر ہے۔ (قدیم دور میں اِسے آریت کے نام سے جانا جاتا تھا اور آج کل یہ یہواہ کے گواہوں کے نام سے مشہور ہے)۔

4. (28-30 آیات) بیٹے کی طرف سے عدالت کے کئے جانے کی حقیقت

اِس سے تعجب نہ کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سُن کر نکلیں گے۔ جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے۔ مَیں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جیسا سُنتا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ مَیں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔

اَ۔ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سُن کر نکلیں گے: پچھلی آیات میں یسوع نے کہا کہ وہ سب جو ابدی زندگی کے وارث ہیں اُسکی آواز کو سُنیں گے اور جئیں گے (یوحنا 5 باب 25 آیت)۔ ابھی وہ تمام انسانوں کے جی اُٹھنے کے خیال کو آگے بڑھاتا ہے، وہ سب لوگ جنہوں نے اپنی زندگی میں بھلائی کی ہے اور وہ سب لوگ بھی جنہوں نے اپنی زندگی میں گناہ اور بدی کی ہے۔

i. یہاں پر اِس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ ہمیں نجات ہمارے اعمال کی وجہ سے ملتی ہے، کیونکہ یہی انجیل بار بار اِس بات کی وضاحت پیش کرتی ہے کہ انسان اُسی وقت ابدی زندگی میں داخل ہوتا ہے جب وہ یسوع مسیح پر اپنے شخصی نجات دہندہ کے طور پر ایمان لاتا ہے۔ لیکن جس طرح کی زندگیاں وہ گزارتے ہیں وہ اُن کے اُس ایمان کا امتحان لیتی ہیں جس کا وہ اقرار کرتے ہیں۔

ب۔ زندگی کی قیامت۔۔۔ سزا کی قیامت: یسوع نے یہ سب باتیں اُن حیران و پریشان مذہبی رہنماؤں کو اِس لئے بتائیں کہ وہ اُس کی فطرت، اُس کا اختیار اور اُس کی الوہیت کو پہچان سکیں۔ اِس کے علاوہ یسوع کی باتیں ہم پر یہ حیرت انگیز انکشاف بھی کرتی ہیں کہ ہر ایک انسان یعنی سب گناہگار اور سب راستباز اِس طبعی اور مادی دُنیا اور زندگی کے بعد ہمیشہ تک زندہ رہیں گے (جبکہ اُن کے ہمیشہ تک رہنے کی حالت اور مقام نیکی [ایمان] اور بدی کی بنیاد پر مختلف ہونگے)۔ یسوع اُس روز اُنہیں جی اُٹھنے کا حکم دے گا ایسے جسموں کے ساتھ جو اگلی زندگی کے لئے موزوں ہونگے۔

i. "دوہری قیامت تجویز کرتی ہے کہ دونوں یعنی راستبازوں اور ناراستوں کو اگلی زندگی کے لئے مخصوص بدن دیئے جائیں گے۔ اور غالباً ہر ایک شخص کا جسم اُس جی اُٹھے شخص کے کردار کو ظاہر کرے گا۔" (ٹینی)

ج۔ میری عدالت راست ہے: یسوع بیان کرتا ہے کہ وہ راست عدالت کرنے کے لئے اہل ہے کیونکہ اُس کی ساری قدرت اور اختیار باپ کی مرضی کے تابع ہے۔ وہ اِس سارے حوالے کے مرکزی خیال کو پھر دہراتا ہے: کیونکہ مَیں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔

د۔ یسوع کی ذات اور شناخت کے حوالے سے پانچ رخی گواہی

1. (31-32 آیات) یسوع اپنی ذات کے بارے میں موجود گواہیوں کو بیان کرتا ہے۔

اگر مَیں خود اپنی گواہی دُوں تو میری گواہی سچی نہیں۔ ایک اور ہے جو میری گواہی دیتا ہے اور مَیں جانتا ہوں کہ میری گواہی جو وہ دیتا ہے سچی ہے۔

اَ۔ اگر مَیں خود اپنی گواہی دُوں تو میری گواہی سچی نہیں: کسی بھی اور شخص کی طرح یسوع کے لئے بھی یہ کافی نہیں تھا کہ وہ خود ہی اپنے بارے میں دعوے کرتا رہتا۔ اُس کی ذات اور فطرت کی سچائی کے بارے میں باہر کے کسی خود مختار شخص کی گواہی کی بھی ضرورت تھی۔

i. یہ اصول اِستثنا کی کتاب 19 باب 15 آیت میں بیان کیا گیا ہے، وہاں پر مرقوم ہے کہ "۔۔۔ دو گواہوں یا تین گواہوں کے کہنے سے بات پکی سمجھی جائے۔" یسوع اُن مذہبی رہنماؤں کو بتا رہا تھا کہ اگرچہ وہ خُدا ہے لیکن پھر بھی وہ اِس حوالے سے صرف اپنی گواہی کو کافی نہیں سمجھتا۔

ب. **ایک اور ہے جو میری گواہی دیتا ہے:** ذیل کے حوالے میں یسوع تین ایسے قابلِ اعتبار گواہوں کو سامنے لاتا ہے جو اِس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ مجسم خُدا ہے۔ یسوع نے یہ ضروری سمجھا کہ وہ اپنی بات کے علاوہ اُنہیں ثبوت دے تا کہ وہ اُس کی بات کا یقین کریں۔

2. (33-35 آیات) یوحنا اصطباغی کی گواہی

تم نے یوحنا کے پاس پیام بھیجا اور اُس نے سچائی کی گواہی دی ہے۔ لیکن مَیں اپنی نسبت اِنسان کی گواہی منظور نہیں کرتا تو بھی مَیں یہ باتیں اِس لئے کہتا ہوں کہ تم نجات پاؤ۔ وہ جلتا اور چمکتا ہوا چراغ تھا اور تم کو کچھ عرصہ تک اُس کی روشنی میں خوش رہنا منظور ہوا۔

اَ. **تم نے یوحنا کے پاس پیام بھیجا اور اُس نے سچائی کی گواہی دی ہے:** یسوع یہ جانتا تھا کہ مذہبی رہنما نہ صرف یوحنا اصطباغی کو ذاتی طور پر جانتے تھے بلکہ اُنہوں نے اُس کی باتیں بھی سُنی ہوئی تھیں۔ اُنہیں یوحنا کی اُن باتوں کے بارے میں سوچنے اور اُن پر ایمان لانے کی بھی ضرورت تھی جو اُس نے یسوع کے حق میں کہی تھیں۔

ب. **وہ جلتا اور چمکتا ہوا چراغ تھا اور تم کو کچھ عرصہ تک اُس کی روشنی میں خوش رہنا منظور ہوا:** مذہبی رہنماؤں نے کچھ دیر کے لئے یوحنا اصطباغی کے کاموں اور خدمت کو قبول کیا تھا۔ ضروری تھا کہ وہ یوحنا کی مسیح کے بارے میں گواہی پر بھی ایمان رکھتے اور اُسے قبول کرتے۔

i. "ہمارے خُداوند نے چراغ کی تشبیہ اُس دور کے عام یہودی رسم ورواج سے لی تھی، اُس دور کے یہودی اپنے قابلِ احترام اُستادوں کے لئے اسرائیل کے چراغوں کی تشبیہ استعمال کیا کرتے تھے۔" (کلارک)

ii. "یسوع نے یوحنا کے حوالے سے کہا کہ وہ ایک جلتا اور چمکتا ہوا چراغ تھا۔ یسوع کی طرف سے یوحنا کے لئے یہ ایک بہت ہی اہم اور زبردست خراجِ تحسین تھا۔ (الف) ایک چراغ اُدھار لی گئی روشنی سے جلتا ہے، اُس کے اپنے اندر روشنی نہیں ہوتی، بلکہ اُسے جلا کر روشن کیا جاتا ہے۔ (ب) یوحنا کی ذات اور کلام میں حدت، گرمجوشی تھی۔ اُس کا کلام سرد اور سوچ بچار کے بارے میں ہی نہیں تھا، بلکہ اُس کے کلام میں بہت زیادہ گرمجوشی پائی جاتی تھی جو دِلوں کو گرما دیتی تھی۔ (ج) یوحنا میں روشنی تھی۔ روشنی کا کام رہنمائی کرنا ہے اور یوحنا نے لوگوں کی رہنمائی کی کہ وہ توبہ کریں اور خُدا کی طرف رجوع لائیں۔ (د) جب ایک چراغ جلتا ہے تو وہ اپنی ذات کو آہستہ آہستہ ختم کر دیتا ہے تا کہ وہ دوسروں کو روشنی دے سکے۔ اِس لئے ضروری تھا کہ یوحنا گھٹے اور یسوع بڑھے۔ سچی گواہی خُدا کے نام کے جلال کے لئے اپنی ذات کو ختم کر لیتی ہے۔" (بارکلے)

iii. **خوش رہنا منظور ہوا:** "خوش ہونے سے مُراد خوشی سے جھوم اُٹھنا لیا جا سکتا ہے۔ وہ یوحنا کی تعلیمات میں یہ بات سُن کر بہت زیادہ خوش تھے کہ بالآخر مسیحا آنے والا تھا کیونکہ اُن کی یہ توقع تھی کہ مسیحا اُنہیں رومیوں کے ہاتھ سے آزاد کروائے گا۔ لیکن جب اُن کی رُوحانی رہائی کے بارے میں اُن کو تعلیم دی گئی تو اُنہوں نے اُس تعلیم اور اُس نور کو رد کر دیا جو اُن کی رُوحانی رہائی کی ضرورت کو عیاں کرتا تھا۔" (کلارک)

3. (36 آیت) یسوع کے کاموں (معجزات) کی گواہی

لیکن میرے پاس جو گواہی ہے وہ یوحنا کی گواہی سے بڑی ہے کیونکہ جو کام باپ نے مجھے پورے کرنے کو دیئے یعنی یہی کام جو مَیں کرتا ہوں میرے گواہ ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے۔

أ. یوحنا کی گواہی سے بڑی ہے۔۔۔یعنی یہی کام جو مَیں کرتا ہوں: یہاں پر یسوع اپنی شناخت اور اپنی الوہیت کے حوالے سے ایک اور گواہی کے بارے میں دعویٰ کرتا ہے۔ یعنی وہ کام جو یسوع کرتا تھا۔ موجودہ تنازع اُس وقت شروع ہوا تھا جب یسوع نے اڑتیس سال سے اپاہج ایک شخص کو شفا دیکر ٹھیک کیا تھا۔ یہ اُن بہت سارے کاموں میں سے ایک تھا جو اُس کی الوہیت کی گواہی دیتے تھے۔

ب. یہی کام جو مَیں کرتا ہوں میرے گواہ ہیں: یسوع کے زیادہ تر معجزانہ کام سادہ، غریب اور ضرورت مند لوگوں کے لئے یسوع کی اُن کے لئے محبت اور ترس کی وجہ سے کئے گئے تھے۔ ایسے میں یہ کام خُدا کے دل کی گواہی پیش کرتے ہیں۔ یہودی ایک ایسے مسیحا کے منتظر تو تھے جو معجزانہ قدرت کا مالک ہو گا لیکن اُن کے خیال میں اُن کا مسیحا اپنے معجزانہ کام ایسے سادہ طریقے سے صرف لوگوں کی محبت اور اُن پر رحم کی بدولت نہیں کرے گا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اُن کا مسیحا اپنی معجزانہ قدرت سے ایسی لشکری اور سیاسی قوت کا مظاہرہ کرے گا جس کی بدولت اُن کو غیر اقوام سے رہائی ملے گی۔

i. کیونکہ یسوع کی طرف سے کئے جانے والے معجزات اُن کے خیال میں ویسے کام نہیں تھے جو اُن کی توقعات کے مطابق اُن کا مسیح کرنے والا تھا، لہٰذا وہ یسوع کے کاموں کی گواہی کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

4. (37-38 آیات) باپ کی گواہی

اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اُس نے میری گواہی دی ہے تم نے نہ کبھی اُس کی آواز سُنی اور نہ اُس کی صورت دیکھی۔ اور اُس کے کلام کو اپنے دِلوں میں قائم نہیں رکھتے کیونکہ جسے اُس نے بھیجا ہے اُس کا یقین نہیں کرتے۔

أ. اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اُس نے میری گواہی دی ہے: فی الحقیقت یسوع کے ہر ایک کام اور اُس کے سارے کلام میں خُدا باپ نے اِس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ اُس کا پیارا بیٹا ہے۔ لیکن خاص طور پر خُدا باپ نے پُرانے عہد نامے کی پیشن گوئیوں میں یسوع کے مسیحا ہونے کی سچائی کی تصدیق کی ہے اور ایسا ہی اُس نے اُس کے بپتسمے کے وقت بھی کیا تھا۔ (لوقا 3 باب 22 آیت)

ب. اُس کے کلام کو اپنے دِلوں میں قائم نہیں رکھتے: وہ خُدا باپ کی گواہی کو بھی قبول نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اُس کے کلام کو اپنے دِلوں میں قائم نہیں رکھتے تھے۔ وہ خُدا کی آواز کو تو سُن نہیں سکتے تھے اور نہ ہی اُس کی صورت کو دیکھ سکتے تھے لیکن اُن کے پاس اُس کا کلام موجود تھا، پس وہ قصوروار تھے کیونکہ وہ اپنے آپ کو خُدا کے کلام میں قائم نہیں رکھتے تھے۔

5. (39 آیت) کلام کی گواہی

تم کتابِ مُقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اُس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے۔

أ. تم کتابِ مُقدس میں ڈھونڈتے ہو: ایک طرح سے یسوع کے دور کے یہودی خُدا کے کلام کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور اُس کے ساتھ بہت زیادہ محبت کا اظہار کرتے تھے (یہاں پر کلامِ مقدس سے مُراد پُرانہ عہد نامہ ہے)۔ وہ کلام کا لگاتار مطالعہ کرتے تھے، اُسے حفظ کرتے تھے اور اُس پر مسلسل دھیان و گیان کرتے تھے، اور وہ اِس بارے میں بالکل دُرست تصور رکھتے تھے کہ خُدا کے کلام کے مکاشفہ جات میں ابدی زندگی پائی جاتی ہے۔

i. "وہ جب کلام کو پڑھتے تھے تو اُنہیں ہاتھ نہیں لگاتے تھے بلکہ چھوٹی چھوٹی لکڑی کی چھڑیوں کو استعمال کرتے تھے اور کلام کے لئے اُن کے دل میں عزت توہم پُرستانہ طرز کی تھی۔ لیکن وہ اُن سچائیوں کو جن کی طرف وہ کلام اشارہ کرتا تھا کبھی اپنے دل میں اُترنے نہیں دیتے تھے۔"
(مورث)

ii. "وہ کلام کا مطالعہ خُدا کو تلاش کرنے کے لئے نہیں بلکہ ایسی باتیں تلاش کرنے کے لئے کرتے تھے جن کی مدد سے وہ دوسروں کو بحث مباحثے میں پچھاڑ سکیں۔ وہ دراصل خُدا کو پیار نہیں کرتے تھے بلکہ وہ خُدا کے بارے میں اپنے تصورات کو پیار کرتے تھے۔" (بار کلے)

iii. کتابِ مُقدس میں ڈھونڈتے ہو: "اِس فقرے میں استعمال ہونے والا فعل eraunao بہت سنجیدہ قسم کی جان پڑ تال یا گہری کھوج یعنی کلام میں بیان کردہ باتوں یا چیزوں کی گہری جانچ پھٹک کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لیکن المناک بات یہ ہے کہ اگرچہ یہ لوگ کلامِ مُقدس پر بہت زیادہ دھیان و گیان کرتے تھے، ہر ایک چیز کی بہت سنجیدہ قسم کی جانچ پڑتال کرتے تھے لیکن وہ کبھی بھی اِس میں کوئی ایسا اشارہ نہ پا سکے جو اُنکی منزل کی طرف جانے میں اُن کی رہنمائی کرتا۔" (بروس)

ب. یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے: اگر وہ واقعی ہی خلوص اور سنجیدگی کے ساتھ کلامِ مُقدس کا مطالعہ کرتے تو اُنہیں معلوم ہوتا کہ کلامِ مُقدس ابنِ خُدا مسیحا کے بارے میں واضح طور پر بات کرتا ہے۔ اُن کی طرف سے یسوع کی بطور مسیحا پہچان اور اُس پر ایمان لانا ہی اِس بات کا حقیقی ثبوت ہو سکتا تھا کہ وہ کلام کی دُرست سُوجھ بُوجھ رکھتے ہیں۔

6. (40-44 آیات) اُن کے ایمان نہ لانے کی وجہ

پھر بھی تم زندگی پانے کے لئے میرے پاس آنا نہیں چاہتے۔ مَیں آدمیوں سے عزت نہیں چاہتا۔ لیکن مَیں تم کو جانتا ہوں کہ تم میں خُدا کی محبت نہیں۔ مَیں اپنے باپ کے نام سے آیا ہوں اور تم مجھے قبول نہیں کرتے۔ اگر کوئی اور اپنے ہی نام سے آئے تو اُسے قبول کر لو گے۔ تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو اور وہ عزت جو خُدایِ واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے کیونکر ایمان لا سکتے ہو؟

اَ. تم زندگی پانے کے لئے میرے پاس آنا نہیں چاہتے: اگرچہ مذہبی رہنماؤں کے پاس وہ ساری کی ساری گواہی موجود تھی جس کی کسی انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے لیکن اِس کے باوجود وہ یسوع کے پاس نہیں آنا چاہتے تھے۔ وہ اُس عزت کو زیادہ عزیز رکھتے تھے جو انسانوں سے ملتی ہے بجائے اُس عزت کے جو خُدا کی طرف سے ملتی ہے۔ (وہ عزت جو خُدایِ واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے)

i. "یسوع نے اِس بات کو بالکل واضح کر دیا کہ زندگی پانے کے لئے اُس حکم کی تابعداری ضروری ہے جو وہ اپنے پیروکاروں کو دیتا ہے، اور وہ حکم یہ ہے 'میرے پیچھے ہو لے۔' مسیح ایک ذات ہے، ایک ایسی ذات جس میں زندگی ہے اور اُس کے پاس بچانے کی مکمل قدرت موجود ہے۔ اُس نے نجات کو جو اُسکی طرف سے ملتی ہے ساکرامنٹوں، کتابوں یا کاہنوں کے اندر نہیں رکھا بلکہ اپنی ذات میں رکھا ہے۔ اور اگر آپ اُس نجات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اُس کے پاس آنے کی ضرورت ہے۔" (سپرجن)

ii. کلامِ مُقدس میں سے ڈھونڈنے کے باوجود وہ یسوع کے پاس آنے سے اِنکار کرتے تھے۔ "وہ کلام میں سے ڈھونڈتے تھے لیکن اِس کے باوجود وہ یسوع کے پاس نہیں آتے تھے، تو پھر کیا کلام کو پڑھنا یعنی اُس میں سے ڈھونڈنا غلط بات ہے؟ آہ، صورتحال یہ ہے کہ جتنا بھی آپ کلام کا مطالعہ کریں، جتنا بھی آپ کلام میں سے ڈھونڈیں وہ بہتر ہے لیکن پھر بھی یہ بہت اہم نہیں ہے: صرف بائبل کو پڑھنا نجات بخش کام نہیں ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ آپ کلام کو باقاعدگی سے پڑھنے والے ہوں لیکن اِس کے باوجود آپ جہنم میں جائیں، لیکن اگر آپ بائبل کو پڑھ کر یسوع پر ایمان لاتے ہیں تو پھر ایسا نہیں ہو گا۔" (سپرجن)

iii. "یہاں پر لکھے گئے الفاظ 'تم میرے پاس نہیں آنا چاہتے' واضح طور پر آزاد مرضی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ آزاد مرضی ہی ہے جو ایمان نہ لانے والوں کی ہلاکت کا سبب بنتی ہے۔" (ایلفرڈ)

iv. "مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ [اگر آپ مسیح کو رَد کرتے ہیں تو] وہ دن آئے گا جب آپ پریشانی اور ندامت کے سبب سے یہ سوچ کر اپنے ہاتھوں کو مروڑیں گے کہ آپ نے حقیقی زندگی سے نفرت رکھی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لمحہ موت کی وجہ سے لگنے والے دردِزہ کے دوران آپ کی زندگی میں آئے، لیکن یہ بات پکی ہے کہ خُدا کی عدالت کے خوف کے وقت یہ ضرور آپ پر آئے گا، اور اُس وقت سے بھی پہلے جب آپ کو اُس جھیل کے شعلوں کے سپرد کیا جائے گا جو آگ اور گندھک کی وجہ سے جلتی ہے–جو دوسری موت ہے۔" (سپرجن)

v. مَیں آدمیوں سے عزت نہیں چاہتا: "مجھے ذاتی طور پر نہ تو تمہاری ضرورت ہے اور نہ ہی تمہاری گواہی کی۔ مَیں جو کچھ کرتا ہوں اُس میں نہ تو میرا کوئی ذاتی مفاد ہے اور نہ ہی مَیں وہ کام خود نمائی کے لئے کرتا ہوں۔ نہ تو تمہاری نجات میری ذات کے کسی بھی پہلو میں کچھ اضافہ کر سکتی ہے اور نہ ہی تمہاری ہلاکت سے میرا کچھ بگڑ سکتا ہے۔ مَیں تو صرف تمہاری رُوحوں کے لئے اپنی محبت کی وجہ سے کلام کرتا ہوں تاکہ تم نجات پا سکو۔" (کلارک)

ب. تم میں خُدا کی محبت نہیں: اُنکی طرف سے یسوع کو رَد کرنے کی وجہ کوئی عقلی یا شعوری نہیں تھی بلکہ اصل مسئلہ اُن کے دل کا تھا۔ یہ مذہبی رہنما اپنے آپ کو کئی طرح کے عقلی دلائل یا بہانوں کے پیچھے چھپا سکتے تھے، لیکن اُن کی زندگیوں میں سب سے بڑی کمی حقیقی محبت اور خُدا کی طرف سے ملنے والی عزت کی تھی۔

ج. اگر کوئی اور اپنے ہی نام سے آئے تو اُسے قبول کر لوگے: یسوع نے اُن دِنوں کے بارے میں پیشن گوئی کی ہے جب اِن مذہبی رہنماؤں کی اولاد جھوٹے نبیوں، جھوٹے مسیح یا مخالفِ مسیح کو قبول کر لیں گے جو اپنے ہی نام سے آئے گا۔ یسوع مسیح کو رَد کرنے کی وجہ سے وہ بہت بڑے فریب اور ابلیسی دھوکہ دہی کا شکار ہو جائیں گے۔

i. "یہ الفاظ غالباً خاص طور پر جھوٹے مسیحا یعنی مخالفِ مسیح کے حوالے سے بولے جا رہے ہیں جو آخری زمانے میں ظاہر ہو گا۔ (2 تھسلنیکیوں 2 باب 8-12 آیات)، جس کی آمد شیطان (اُن کے باپ، یوحنا 8 باب 44 آیت) کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت، اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ ہو گی، جو ہر ایک سے جو خُدا یا معبود کہلاتا ہے اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے۔" (ایلفرڈ)

ii. "اگرچہ یہ پیشن گوئی حتمی طور پر آخری زمانے میں پوری ہو گی، لیکن تاریخ کے مختلف ادوار میں چھوٹے پیمانے پر اِس کی کئی ایک باتیں پوری ہوئی ہیں۔ اِس پیشن گوئی کی ایک حیرت انگیز تکمیل 132 بعد از مسیح میں دیکھنے کو ملی جب شمعون بن کوشیبہ نامی ایک شخص نے داؤد کی نسل سے مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور رومی حکومت کے خلاف جنگ لڑ کر اسرائیل کا ایک خاص حصہ آزاد بھی کروا لیا جس پر اُس نے مختصر عرصے تک حکمرانی بھی کی۔۔۔ شمعون کے مسیحا بننے کے جھوٹے دعوے نے اُسے، اُس کے تمام حامیوں کو اور یہودیہ کے لوگوں کو ایک بہت ہی خوفناک تباہی میں پھنسا دیا تھا۔" (بروس)

د. تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو اور وہ عزت جو خُدایِ واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے کیونکر ایمان لا سکتے ہو؟ یسوع کے دور کے مذہبی رہنماؤں اور حتیٰ کہ بعد کے یہودیوں میں پایا جانے والا مہلک ترین عنصر اصل میں اُنکا غرور تھا۔ وہ شہرت کے بھوکے تھے اور ایک دوسرے سے یعنی عام انسانوں سے ملنے والی عزت کی خاطر وہ اُس عزت کو قربان کرنے کے تیار تھے جو صرف اور صرف خُدا کی طرف سے ملتی ہے۔

i. چارلس سپرجن نے یوحنا 5 باب 44 آیت پر خاص پیغام (انسان کیوں یسوع پر ایمان نہیں رکھ سکتے) پیش کیا۔ اور اُس پیغام کے ایک خاص حصے میں اُس نے اِس بات پر تجزیہ پیش کیا کہ کس طرح شہرت، عزت وو قار اور ناموری و تعظیم حقیقی ایمان کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ (تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے۔۔۔ کیونکر ایمان لا سکتے ہو؟) ذیل میں سپرجن کے اُس پیغام میں سے چند باتیں پیش کی گئی ہیں۔

- "دوسروں سے عزت حاصل کرنا [یا کرنے کی خواہش] وہ عزت چاہے بالکل بجا بھی ہو مسیح پر ایمان لانے میں مشکلات پیدا کر دیتی ہے۔"
- "جس وقت کوئی شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ اُس کی عزت کی جانی چاہیے اُس وقت وہ شخص انتہائی خطرناک صورتحال میں ہوتا ہے۔"
- "کیونکہ وہ ہمیشہ ہی دوسرے لوگوں سے وہ عزت حاصل کرتے تھے جس کے وہ حقیقی طور پر مستحق نہیں تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے اِس بات پر یقین رکھنا شروع کر دیا کہ وہ اصل میں اُس عزت کے مستحق ہیں۔"
- "پیارے دوستو! دوسروں سے عزت پانے یا اُس کی توقع کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی بینائی کو قائم رکھ سکنا بہت ہی مشکل بات ہے، کیونکہ اکثر انسانوں کی بینائی اُس لوبان کے دھوئیں کی وجہ سے دھندلا جاتی ہے جو اُن کے سامنے جلایا جا رہا ہوتا ہے۔"
- "ایک بار پھر انسانوں کی طرف سے ملنے والے عزت اپنے حاصل کرنے والے شخص کو بہت زیادہ بزدل بنا دیتی ہے۔"
- "آہ! کتنے زیادہ ہیں جو اپنے ساتھی لوگوں کے رحم و کرم پر جیتے ہیں، اُس کی طرف سے پسندیدگی کے اظہار کے لئے –اُن کی طرف سے واہ واہ حاصل کرنے کے لئے – یہ اُن کی جنت ہے؛ لیکن اگر اُنہیں لوگوں کی طرف سے نفرت ملے، اور لوگ اُن پر آوازیں کسیں، اُنہیں بیوقوف کہا جائے، اُن کے اُلٹے سیدھے نام رکھے جائیں تو وہ یہ سب سُننے سے پہلے جہنم میں جانا پسند کریں گے۔"

ii. "فقیہوں اور فریسیوں کی نجات تک رسائی میں سب سے بڑی رُکاوٹ اُن کا غرور، جھوٹی شان و شوکت اور اُن کا اپنی ذات سے محبت کرنا تھا۔ وہ ایک دوسرے کی طرف سے ملنے والی تعریف کی بدولت جیتے تھے۔ اگر وہ یسوع کو مسیح کے طور پر قبول کر لیتے اور اُس کو اسرائیل کا واحد اُستاد مان لیتے تو اُنہیں اپنے بارے میں بہت سارے لوگوں کے اچھے خیالات سے ہاتھ دھونے پڑتے۔ لہٰذا اُنہوں نے انسانوں سے حاصل ہونے والی شہرت اور عزت کی خاطر اپنی روحوں کی ہلاکت کو زیادہ بہتر جانا۔" (کلارک)

iii. "مذہبی شخصیات ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے عزت چاہنے کی بدولت وہ اپنے بارے میں لوگوں کے اچھے خیالات جاننے کے عادی ہو چکے تھے اور اِس وجہ سے اُنہوں نے اپنے ذہنوں سے خُدا کے جلال کو ختم کر دیا تھا۔" (ڈوڈز)

iv. "اُنہوں نے یسوع پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ خُدا کے بغیر خود اکیلا ہی سب کچھ کرتا پھر رہا تھا، یسوع نے ابھی اُن کو دِکھایا کہ وہ خود کیسے خُدا کے بغیر اپنی خود مختاری کا مظاہرہ کرتے پھر رہے ہیں۔ اُن کے سب کاموں کا مقصد خُدا کی محبت اور اُسکے نام کو جلال دینا نہیں بلکہ اپنے جیسے دیگر لوگوں سے عزت حاصل کرنا ہے۔" (ٹاسکر)

7. (45-47 آیات) موسیٰ کی گواہی

یہ نہ سمجھو کہ مَیں باپ سے تمہاری شکایت کروں گا۔ تمہاری شکایت کرنے والا تو ہے یعنی موسیٰ جس پر تم نے اُمید لگا رکھی ہے۔ کیونکہ اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے۔ اِس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے۔ لیکن جب تم اُس کے نوشتوں کا یقین نہیں کرتے تو میری باتوں کا کیونکر یقین کرو گے ؟

اَ۔ اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے: یہ مذہبی رہنما یسوع کو اِس لئے رَد کر رہے تھے کیونکہ اُنہوں نے موسیٰ کے ذریعے ملنے والے خُدا کے کلام کو رَد کر دیا تھا۔ موسیٰ اُن کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے کیونکہ موسیٰ نے یسوع کے بارے میں لکھا لیکن وہ اِس حوالے سے موسیٰ کی گواہی کو بھی قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

ب۔ کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے: یسوع نے کلامِ مُقدس کے حوالے سے کہا کہ وہ میری گواہی دیتا ہے (یوحنا 5 باب 39 آیت)۔ یسوع نے نبوتی طور پر جو باتیں کیں اُنہیں موسیٰ کی کتابوں اور بائبل کی دیگر کتابوں نے کئی ایک طریقوں سے پورا کیا ہے۔

i. خُداوند تیرا خُدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اُس کی سُننا۔ (استثنا 18 باب 15 آیت)

ii. تب خُداوند نے موسیٰ سے کہا کہ ایک جلانے والا سانپ بنا لے اور اُسے ایک بلّی پر لٹکا دے اور جو سانپ کا ڈسا ہوا اُس پر نظر کرے وہ جیتا بچے گا۔ چنانچہ موسیٰ نے پیتل کا ایک سانپ بنوا کر اُسے بلّی پر لٹکا دیا اور ایسا ہوا کہ جس جس سانپ کے ڈسے ہوئے آدمی نے اُس پیتل کے سانپ پر نگاہ کی وہ جیتا بچ گیا۔ (گنتی 21 باب 8-9 آیات)

iii. وہ چٹان جس نے بنی اسرائیل کو بیابان میں پانی مہیا کیا وہ بھی یسوع مسیح کی گواہی دیتی ہے کیونکہ وہ یسوع کی ہی ذات کی علامت تھی۔ (گنتی 20 باب 8-12 آیات اور 1 کرنتھیوں 10 باب 4 آیت)

iv. خُدا نے اسرائیل کو سات طرح کی قربانیاں گزراننے کا حکم دیا اور یسوع کی خدمت اُن سب قربانیوں کے کسی نہ کسی پہلو میں عیاں ہوتی ہے۔ (احبار 1-7 ابواب)

v. یسوع کی ذات اور اُسکی خدمت کو خیمہ اجتماع اور اُس کے کام اور مقصد میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ اہم مقام جہاں پر اِن قربانیوں کا نئے عہد نامے کے ساتھ نمایاں جوڑ نظر آتا ہے۔ نئے عہد نامے میں رومیوں 3 باب 25 آیت ہے وہ مقام ہے جہاں پر لفظ کفارے کا استعمال کیا گیا ہے جو عہد کے صندوق کے سرپوش کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

vi. غلام کے لئے شرعی قانون یسوع مسیح کی بابت بات کرتا ہے۔ (خروج 21 باب 5-6 آیات اور زبور 40 باب 6-8 آیات)

vii. یسوع یقینی طور پر یہ کہہ سکتا تھا کہ "دیکھ مَیں آیا ہوں۔ کتاب کے طومار میں میری بابت لکھا ہے"۔ (زبور 40 کی 7 آیت) اور وہی وہ ذات ہے جو موسیٰ اور سب نبیوں سے شروع کر کے سب نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہیں سمجھا سکتا ہے۔ (لوقا 24 باب 27 آیت)

viii. "پس موسیٰ کی طرف سے لکھا گیا کلام نبوتی تھا۔ اُن میں لکھی گئی ہر ایک بات کی تکمیل نہیں ہوئی تھی بلکہ اُس میں مرقوم باتیں کچھ دیگر باتوں کے بارے میں بیان کرتی ہیں جو مسیحا کے آنے پر پوری ہونے والی تھیں۔ پس اُس کے اِن الفاظ میں ہم موسیٰ کا اختیار تو دیکھتے ہیں لیکن ہم اُس کی محدودیت بھی دیکھتے ہیں۔" (سپرجن)

ix. ”ہمارے خُداوند کی طرف سے دی جانے والی یہ ایک بہت ہی اہم گواہی ہے جو توریت کے اندر اُس کے ذات کے حوالے سے ملنے والی شہادت کو بیان کرتی ہے۔ اور یہ اِس حقیقت کے بارے میں بھی اہم گواہی ہے کہ توریت یعنی پہلی پانچ کتابوں کا مصنف موسیٰ ہی ہے جنہیں اُس دور میں اور آج بھی اُسی کے نام سے جانا جاتا ہے۔“ (ایلفرڈ)

ج. لیکن جب تم اُس کے نوشتوں کا یقین نہیں کرتے تو میری باتوں کا کیونکر یقین کرو گے؟ یسوع اِن مذہبی رہنماؤں کو کسی نئے یا مختلف ایمان کی طرف آنے کو نہیں کہہ رہا تھا۔ یسوع تو اُنہیں اُن باتوں پر ایمان لانے کے لئے بلا رہا تھا جس کی گواہی موسیٰ نے، کلامِ مُقدس نے، یسوع کے اپنے کاموں نے اور یوحنا اصطباغی نے دی تھی یعنی یہ کہ وہ خُدا کا بیٹا اور اسرائیل کا مسیحا ہے۔ اگر اُنہوں نے ایسی اہم گواہیوں کو ماننے سے اِنکار کر دیا تو پھر یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ یسوع کے اپنے الفاظ پر یقین کرتے۔